عبدالاحد آزاد کی شاعری پر علامہ اقبال کے اثرات

ڈاکٹر خواجہ زاہد عزیز
اسسٹنٹ پروفیسر کشمیریات
پنجاب یونیورسٹی اورینٹل کالج، لاہور

IMPACT OF ALLAMA IQBAL ON ABDUL AHAD AZAD

Khawja Zahid Aziz, PhD
Assistant Professor of Kashmir Studies
Punjab University Oriental College, Lahore

Abstract

Abdul Ahad Azad was a famous poet of Kashmiri language. He was much impressed by the art and thought of Allama Iqbal. Though he was a contemporary of Allama Iqbal yet he could not meet him in his life time. Azad employed Iqbal's thoughts in his verse. He also introduced Kashmiri language to modern trends of poetry and innovative temperament gleaned from Iqbal's philosophy. The article is an effort to study Iqbal's impact on Azad's verse.

Keywords:

علامہ اقبال، غلام احمد مہجور، عبدالاحد آزاد، شاعری، کشمیر، لاہور، ساقی نامہ، کلیات آزاد

ریاست جموں وکشمیر کے عہد پرتاپ سنگھ (۱۸۸۵۔۱۹۲۵ء) میں غلام احمد مہجور اور عبدالاحد آزاد کی شاعری سے کشمیری زبان میں ایک نئے دور کا آغاز ہوا۔اسی دور میں اُردو کشمیر میں اپنے قدم جماتے ہوئے ریاست کی سرکاری زبان قرار پائی۔کشمیر میں اقبال کی شاعری کا چرچا برصغیر کے دوسرے علاقوں کی طرح اُن کی زندگی ہی میں پہنچ گیا تھا۔اسی عہد میں اُردو زبان میں اقبال کی شاعری کا ڈنکا بج رہا تھا۔چنانچہ کشمیری، فارسی اور اردو زبانوں کے آپسی لین دین اور اثر وقبول کے عمل کے دوران ہی کشمیری شعرا نے اقبال کا اثر قبول کیا اور اُن کے افکار، آہنگ اور لب ولہجہ کو کشمیری زبان میں پیش کیا گیا۔علامہ اقبال کو نہ صرف کشمیریوں کے سیاسی اور ثقافتی مسائل سے دلچسپی تھی بلکہ کشمیر کے شعرا نے بھی اقبال سے اخذ وقبول کا سلسلہ شروع کر دیا تھا۔اُن کے اثرات کا یہ سلسلہ جو غلام احمد مہجور اور عبدالاحد آزاد سے شروع ہوا تھا، وہ کشمیر کی شعری روایت کا ایک اہم حصہ بن چکا ہے جو آج بھی کشمیر کے شعری ساج میں کبھی واضح طور پر اور کبھی زیریں لہر کی طرح موجود ہے۔

عبدالاحد آزاد کی علامہ اقبال سے کبھی براہ راست ملاقات نہ ہوئی لیکن وہ ہمیشہ ان کے عقیدت مندوں میں شامل رہے اور اقبال کے نظریات سے اپنی شاعری کے چمن کی نمو کرتے رہے۔آزاد پر اقبال کی چھاپ اتنی گہری تھی کہ ان کی اکثر نظمیں اقبال کی نظموں کا عکس لیے ہوئے ہیں۔آزاد نے بڑی فراخدلی سے اقبال کے نظریات کو مستعار لے کر کشمیری شاعری کو نیا اسلوب وآہنگ عطا کیا۔یوں تو آزاد ۱۹۳۹ء سے قبل ہی اقبال کے مداح بن چکے تھے لیکن جب ۱۹۳۹ء میں جاوید نامہ اُن کی نظر سے گزرا تو اقبال کی ''نالہ ابلیس'' پڑھ کر ''شکوہ ابلیس'' لکھنے پر طبیعت مائل ہوئی اور یہی لمبی نظم اُن کے درد بھرے دل کی دھڑکن بنی۔آزاد لکھتے ہیں:

بجاے خود مہ کریو و فریاد یہ فتنہ گر بندہ چون آزاد
خبر یہ کتھ شایہ اوس بوزان تلن قلم تہ لیوکھن فسانہ
نہ مسجدن ہنز وومید روزس نہ مندرن ہند تھون توقع
یمن کتھن کیاہ چھ معنہ مطلب تہ ذانہ ونداہ تہ نکتہ دانا
یہ دادی لد سند ودا کھ بوزتھ وچھم وتن پیٹھ گوھان روزتھ
امس خطا چھے نہ ژے بخشس چھے ولاہ تے زیواہ دہانا (۱)

ترجمہ: میں نے تو یہ فریاد بجائے خود کی تھی یہ تیرا فتنہ گر بندہ آزاد جانے کہاں اور کس جگہ سن رہا تھا۔بس قلم اٹھایا اور افسانہ لکھ ڈالا۔اسے مسجدوں سے امید رہی نہ مندروں سے توقع۔ان باتوں کے معنی تو کوئی نکتہ داں رند ہی سمجھ سکتا ہے۔میں نے دیکھا ہے کہ وہ کسی دردمند کی پکار سنتا ہے تو چلتے چلتے راہوں پر ٹھٹک کر رہ جاتا

ہے۔اُس کا کیا قصور،تو نے ہی اسے ایسا دل بخشا۔ایسی زبان دی اور ذہنیت عطا کی۔

کشمیری شعرا میں اقبال سے فوری طور پر متاثر ہونے والوں میں اگر چہ مہجور پیش پیش ہیں لیکن شعریات اقبال کو کامیابی کے ساتھ برتنے میں بڑی حد تک عبدالاحد آزاد کا نام لیا جا سکتا ہے۔فکر اقبال کی ہمہ جہتی اور شعر اقبال کی گہرائی عبدالاحد کے ہاں نہیں ملتی کیوں کہ فکر اقبال کے سرچشمے عظیم تھے اور ان کی شعریات مشرقی شعریات کے بحرِ ذخار کی پروردہ تھی لیکن اس بات سے شاید ہی کسی کو انکار ہوگا کہ اقبال کی فکر کے ساتھ ساتھ ان کے فن کے اثرات آزاد کی شاعری میں سب سے زیادہ واضح ہیں۔عبدالاحد آزاد کے ہاں اقبال کی تخلیقی حرکیت کا عکس اُن کی نظم دریاؤ میں واضح طور پر دکھائی دیتا ہے۔وہ لکھتے ہیں:

پنُن سوزاہ پنُن سازاہ پنُن شوقاہ تہ آوازہ
پنُن چھُم لولہ اندازہ سرواوہ مستیاہ نازاہ
درن پاڑاودرن جوین سرن آرن کولن اندر
یوان چھُم زندگی ہند سوز سفرن منزلن اندر(۲)

ترجمہ: میں اپنا سوز، اپنا شوق اور اپنی آواز رکھتا ہوں۔میرے عشق کا انداز، میرا سرور، میری مستی اور میرا ناز اپنا ہے جو آبی دروں، آبشاروں، جوئباروں، تالابوں اور ندی نالوں میں ظاہر ہوتا ہے۔ مجھے زندگی کا لطف سفروں اور منزلوں میں ملتا ہے۔

آزاد کی اس طویل نظم دریاؤ میں اول تا آخر لہجے کی بلندی اور شکوہ الفاظ کا وہی سماں دکھائی دیتا ہے جو اقبال کی نظموں کا بنیادی وصف ہے۔آزاد کی نظم دریاؤ کو پڑھ کر اقبال کی ''موج دریا'' یاد آجاتی ہے۔ بقول اقبال:

میں اُچھلتی ہوں کبھی جذب مہ کامل سے
جوش میں سر کو پٹکتی ہوں کبھی ساحل سے
ہوں وہ رہرو کہ محبت ہے مجھے منزل سے
کیوں تڑپتی ہوں یہ پوچھے کوئی میرے دل سے
زحمت تنگی دریا سے گریزاں ہوں میں
وسعت بحر کی فرقت میں پریشاں ہوں میں(۳)

عبدالاحد آزاد نے جدید کشمیری ادب کو اقبال کی طرح انقلابی زندگی کے شعور سے آشنا کیا۔ انھوں نے اپنے انقلابی ذہن اور جدت پسند مزاج کے موافق اقبال کے فن اور فلسفہ سے نہ صرف خوشہ چینی کی بلکہ نئے عہد کے نئے تقاضوں کے مطابق زندگی کے حقائق اور دوسرے مسائل سمجھنے کی کوشش بھی کی اور

اس طرح کشمیری زبان کا دامن وسیع اور مالا مال کر دیا۔ آزاد نے اقبال کی پیروی میں موضوعاتی شاعری کو معنوی اور صوری دونوں اعتبار سے وسعت بخشی اور کشمیری زبان کو نئے خیالات اور نئے تقاضوں سے آشنا کیا۔ اس ضمن میں آزاد کی کئی نظمیں ایسی ہیں جن میں اقبال کے واضح اثرات ملتے ہیں۔ مثلاً آزاد کی نظم ''دریاؤ'' کے کئی بند اقبال کے ''ساقی نامہ'' کے مختلف اشعار کی عکاسی کرتے ہیں۔ بقول اقبال:

وہ جوئے کہستان اچکتی ہوئی
اٹکتی، لچکتی سرکتی ہوئی
اچھلتی پھسلتی سنبھلتی ہوئی
بڑے پیچ کھا کر نکلتی ہوئی
رکے جب تو سل چیر دیتی ہے یہ
پہاڑوں کے دل چیر دیتی ہے یہ(۴)

آزاد لکھتے ہیں:

بٹھس بیرن سنن وونگس ژٹھ والان چھس بوشہ
درین تکرین ٹھرین سر پیٹھی گوٹھ ڈالان چھس ہوشہ
کمس سنگین قلاین تہ بلاین پان چھاواں چھس
پٹس چھکراونہ آمت کوتیر بیہ سوتراون چھس
ژٹان سنگر تہ ٹھاسان بال پھیران جنگلن اندر
یوان چھم زندگی ہند سوز سفرن منزلن اندر(۵)

ترجمہ: میں ساحلوں، منڈیروں، پشتوں اور بلندیوں کو کاٹ کر اُن کا غرور توڑ دیتا ہوں۔ میری راہ میں جو بھی رکاوٹ کا باعث بنتا ہے میں اسے حواس باختہ کر دیتا ہوں۔ میں کتنے ہی مصائب و آلام سے نبرد آزما ہوتا ہوں لیکن میں اپنے وجود کے منتشر اور بکھرے ہوئے شیرازے کو پھر سمیٹتا ہوں۔ میں چوٹیوں اور پہاڑوں کو کاٹتا ہوں اور جنگلوں کے اندر راہ ہموار کرتا ہوں۔ مجھے زندگی کا لطف مسلسل سفر کرنے اور منزل پا لینے میں ہی آتا ہے۔

آزاد مارکسی فلسفے کے قائل تھے اور اقبال کے پرستار بھی تھے۔ آزاد، اقبال کے لہجے میں انقلابی گیت گاتے ہیں۔ شفیع شوق اپنی کتاب *کاشر ادبک تواریخ* میں آزاد کی شاعری پر علامہ اقبال کی شاعری کے اثرات کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

آزادن لیچھ پننہ سارے نظمہ اقبال نس لِجس منز آزادنہ شائیری پیٹھ یوتاہ اثر اقبال نہ شائیری پیٹھ چھ۔ تیوتاہ چھ بے کانہ شائیر سند شائیرس پیٹھ تی منز سارے نظمہ خاص کرتھ شکوہ ابلیس، انقلاب سرمایہ داری، دریاو، شکوہ کشمیر، بیشتر چھ کاشر شائیری منز اقبال نہ شائیری هنز پوت آواز(٦)

ترجمہ: آزاد نے اپنی تمام نظموں کو اقبال کے لہجے میں ہی لکھا ہے۔ آزاد کی شاعری پر جتنا اثر اقبال کا ہے شاید ہی کشمیر کے کسی شاعر پر ہو۔ اس کی تمام نظمیں جن میں شکوہ ابلیس، انقلاب، سرمایہ داری، دریاؤ اور شکوہ کشمیر شامل ہیں۔ کشمیری شاعری میں اقبال کی بازگشت لگتی ہیں۔

کشمیری ادب نے بہت زیادہ اثر اردو ادب سے لیا ہے اور اقبال جیسے عظیم شاعر کا اثر اردو ادب پر بحیثیت مجموعی بہت گہرا ہے۔ عبدالاحد آزاد نے موضوعات کے انتخاب اور انھیں بیان کرنے کے سلسلے میں سب سے زیادہ اقبال کا اثر لیا بلکہ کئی جگہوں پر اقبال کی من وعن تقلید کرنے میں بھی کوئی عار نہ جانی۔ اقبال فرماتے ہیں:

سفر زندگی کے لیے برگ و ساز
سفر ہے حقیقت حضر ہے مجاز(٧)

آزاد، اقبال کی من وعن تقلید کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

ژلان چھم شرحابن اضطرابن ولولن اندر
یوان چھم زندگی ہند سوز سفرن منزلن اندر(٨)

ترجمہ: میرا قلق، اضطراب اور ولولے سے دور ہوتا ہے اور مجھے زندگی کا لطف مسلسل سفر کرنے اور منزل پا لینے ہی میں آتا ہے۔

آزاد کی نظموں میں فطرت کی عکاسی اس قدر ملتی ہے کہ اس میں جامعیت کا رنگ پیدا ہو گیا ہے۔ وطن کے دلکش نظارے ان کے لیے بہشت کی رنگینیوں سے زیادہ دلربا ہیں۔ آزاد نے مناظر فطرت کے مشاہدے کے لیے چشم بینا رکھی ہے اور فطرت سے متعلقہ شاعری میں بھی اقبال کی جھلک دکھائی دیتی ہے۔ اقبال لکھتے ہیں:

دما دم رواں ہے یم زندگی
ہر اک شے سے پیدا رمِ زندگی(٩)

بقول آزاد:

میہ عادت چھے نہ پتھ پھیرن میہ لُش گو برونہہ کنے نیرن
نہ چھس گل پان چھم شیرن نہ بلبل اول چھم یرن

یہ چھس خوش پیچ و تابن انقلابن زلزلن اندر
یوان چھم زندگی ہند سوز سفرن منزلن اندر(۱۰)

ترجمہ: میری عادت مراجعت سفر نہیں بلکہ پیش قدمی کرنا ہے۔ میں پھول نہیں ہوں کہ اپنے آپ کو سجاؤں اور نہ ہی میں بلبل ہوں کہ اپنے لیے گھونسلا بناؤں میں پیچ وتاب، انقلاب اور زلزلوں کا دلدادہ ہوں۔ مجھے زندگی کا لطف مسلسل سفر کرنے اور منزل پا لینے ہی میں آتا ہے۔

آزاد کے تصورِ شعر میں زبان اور موسیقیت کی وہ ہم آہنگی ملتی ہے جس سے شاعرانہ صداقت اور تصدیق پذیر صداقت میں فرق کیا جا سکتا ہے۔شاعری اور موسیقیت کا یہ امتزاج اقبال کے ہاں وافر ہے اور یہ موسیقیت قافیہ پیمائی کا نتیجہ ہے اور نہ ہی مترنم بحر و اوزان کی مرہونِ منت ہے بلکہ اس کے پیچھے ڈرامائیت، استفہام اور الفاظ کا صحیح انتخاب و ترتیب کارفرما ہوتی ہے۔آزاد سے قبل کشمیری شاعری اُسی انفعالیت کی شکار تھی جو اردو شعریات کی پہچان بن گئی تھی۔آزاد نے اقبال کے اثر کے تحت نہ صرف شعری کردار کو ہادی و رہنما کے روپ میں پیش کیا بلکہ اسے صحیح معنوں میں نظیری کا مرد غوغا بنانے کی کوشش کی۔

خیالن ہنز بلندی چھا وپیاں کمزور لفظن منز
چھ ژونی متی لال نا داناہراں آمین ہن اندر(۱۱)

ترجمہ: بلندی خیالات کمزور الفاظ میں نہیں سما سکتی ہے۔ یہ ایسی ہی بات ہے جیسے کہ کوئی ناداں در سفتہ کو کمزور دھاگے میں پروئے۔

تصورِ شعر کے ساتھ ساتھ آزاد نے اقبال کے خطابیہ لہجہ سے بھی استفادہ کیا ہے۔آزاد نے شعوری طور پر نہ صرف خطابیہ اسلوب منتخب کیا بلکہ صفِ سامعین میں جن و انس کے علاوہ فہم و ادراک سے عاری اشیا کو بھی رکھا۔اتنا ہی نہیں آزاد کی شعریات میں اقبال ہی کی طرح انجم و کواکب بھی نہ صرف مخاطبین بلکہ متکلمین میں شامل ہیں۔جہاں اقبال کا *لالہ صحرا* اُن کی شعریات میں بنیادی علامت کی حیثیت رکھتا ہے وہیں آزاد کا *شنہ مالی، آرہ ول، پان تراو* اور *رو۔تھ* علامتی حیثیت کے حامل ہیں۔ان اشیا کو آزاد نے سامعین اور مخاطبین میں رکھا ہے۔(۱۲) خطابیہ اسلوب کے علاوہ آزاد نے اقبال کے ڈرامائی طرزِ بیاں سے بھی استفادہ کیا ہے۔اس تناظر میں جہاں اقبال کی *پیرِ رومی مریدِ ہندی*، *مکالمہ جبریل و ابلیس* جیسی نظموں کو سامنے رکھا جا سکتا ہے وہیں آزاد کی نظمیں *لول تہ گاٹہ جار* اور *پیامِ انقلاب* کو پیش کیا جا سکتا ہے۔آزاد کی نظم *لول تہ گاٹہ جار* اقبال کے افکار کی بازگشت ہے تاہم اس نظم میں آزاد نے کشمیر کے روزمرہ کو خلاقانہ طور پر استعمال کیا ہے۔آزاد لکھتے ہیں:

عشق سراپا یقین، عشق نہ مذہب تہ دین
عقلہ دوپکھ گر تہ زین، لول جنون شہسوار(۱۳)

ترجمہ: عشق سراپا یقین ہے۔ یہ دین و مذہب سے بالاتر ہے۔ عقل کو ابلق اور اس کا زین قرار دیا گیا ہے جبکہ اس پر عشق وجنون سوار ہے۔

آزاد مارکسی نظریات سے متاثر تھے وہ اپنی نظم مارکس ازم میں اقبال کی نظم اشتراک وملوکیت کی پیروی کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

کافر بیدار دل روشن دماغ
کفر سنٖی روشن کراں ویتک چراغ(۱۴)

اقبال کی نظم اشتراک وملوکیت کے اثرات آزاد کی نظم مارکس ازم پر واضح دکھائی دیتے ہیں۔

صاحب سرمایہ از نسل خلیل
یعنی آں پیغمبر بے جبرئیل(۱۵)

آزاد اپنے عہد کے ایک باشعور اور جدت پسند شاعر تھے۔ انھوں نے کشمیری زبان کے جدید ادب کو اپنی عقلیت پسندی اور شاعرانہ بلوغیت کی بدولت طبقاتی اور سماجی شعور سے آشنا کرایا اور اقبال کی شمع سوزاں سے زندگی کی قندیلیں روشن کر کے کشمیری شاعری کو نیا اسلوب وآہنگ عطا کیا۔(۱۶) اقبال کی قوم اور وطن سے محبت کے جذبات سے سرشار انقلابی شاعری بڑی متاثر کن ہے۔ آزاد نے کشمیری زبان کو اقبال کے ان وجد آفرین انقلابی نعروں سے آشنا کیا۔ اقبال لکھتے ہیں:

در دشتِ جنون من جبرئیل زبوں صیدے
یزداں بہ کمند آور اے ہمت مردانہ(۱۷)

آزاد بھی کچھ اس انداز سے اقبال کے پیغام کو اپنے اشعار میں اس طرح بیان کرتے ہیں:

برونٹھ پکُن زندگی چھ وُزُھن دمبدم
شان خودائی تہ یود پردہ بنہ بمہ غم
پھیرمہ پوت تل قدم نیر ژٹھ یم حجاب
یی چھ وںان انقلاب، اتھی چھ وںان انقلاب(۱۸)

ترجمہ: تمام رکاوٹیں دور کر کے پیش قدمی کرنا ہی زندگی ہے۔ تیری راہ میں اگر شان خدائی بھی رکاوٹ بن جائے اس کا غم نہ کرو، واپس نہ لوٹ، قدم اٹھا اور تمام پردے چاک کر کے آگے بڑھ۔ انقلاب کا مطلب یہی ہے اور اسے ہی انقلاب کہتے ہیں۔

عبدالاحد آزاد کی شاعری پر اقبال کے اثرات بہت زیادہ ہیں لیکن ذیل میں دیے گئے اشعار آزاد کی بلند خیالی اور جودتِ طبع کی صحیح عکاسی کر رہے ہیں۔ بقول اقبال:

ہند کے شاعر و صورت گر و افسانہ نویس
آہ! بے چاروں کے اعصاب پہ عورت ہے سوار(۱۹)

آزاد کچھ اس انداز سے لکھتے ہیں:

صد حاف ہزار افسوس تس دردِ غزل خانس
لیس خام خیالن پتھ آرام پٹن راوے
تمہ لولہ کھوتہ بہتر زولانہ غولامی ہند
استاد جواں مردس لیس لول پتھر تراوے(۲۰)

ترجمہ: اس غزل خواں پر صد ہزار افسوس جو خام خیالی کے لیے اپنا آرام گنوا دے۔ اس محبت سے غلامی کا طوق بہتر ہے جو ایک پر جوش جواں مرد کو پسپا کر دے۔

اقبال کشمیری کسان کی بے چارگی اور بے بسی کو کچھ اس طرح بیان کرتے ہیں:

بریشم قبا خواجہ از محنت او
نصیب تنش جامہ تار تارے(۲۱)

آزاد اپنے کلام میں اقبال کی درد بھری آواز کو اس انداز میں بیان کرتے ہیں:

اسی چھوکہ لد جگر ہتھ ودی چھ خون ہاران
تمہ خونہ سون قتل رنگی رنگی وشال آسیا(۲۲)

ترجمہ: ہم دل جلے زخمی خون کے آنسو رو رہے ہیں اور ہمارا قاتل اس خون سے اپنے دوشالے کی رنگ آمیزی کر رہا ہے۔

آزاد، کشمیر کے اولین اقبال شناسوں میں سرفہرست ہیں۔ انھوں نے اقبال سے اثر قبول کر کے کشمیری زبان میں اس کا بھرپور انداز سے اظہار کیا ہے۔ انھوں نے کشمیری شاعری کی بنیاد ایک نئے طرز فکر پر رکھی اور کشمیری میں نظم نگاری کو ایک تحریک کی شکل عطا کی۔ انھوں نے اقبال کے اثرات کو کشمیری شاعری میں متعارف کر کے کشمیر کی شعریات کی کایا پلٹ دی۔

☆☆☆☆☆

حوالے

(۱) پدم ناتھ گنجو، ڈاکٹر، کلیات آزاد، جموں اینڈ کشمیر اکیڈیمی آف آرٹ کلچر اینڈ لینگویجز، سری نگر، ۱۹۸۷ء، ص ۱۲۶۔۱۲۷

(۲) محمد یوسف بخاری، ڈاکٹر، انتخاب کلام آزاد، شعبہ کشمیریات، پنجاب یونیورسٹی، لاہور، ۱۹۹۱ء، ص ۱۱۰

(۳) علامہ اقبال، کلیات اقبال (اردو)، اقبال اکادمی پاکستان لاہور، ۱۹۹۰ء، ص ۹۴

(۴) غلام رسول مہر، مطالب بال جبریل، شیخ غلام علی اینڈ سنز، لاہور، ۱۹۹۷ء، ص ۲۳۵

(۵) پدم ناتھ گنجو، ڈاکٹر، کلیات آزاد، جموں اینڈ کشمیر اکیڈیمی آف آرٹ کلچر اینڈ لینگویجز، سری نگر، ۱۹۸۷ء، ص ۷۵۔۷۶

(۶) شفیع شوق، ناجی منور، کاشر ادبک تواریخ، کاشر ڈپارٹمنٹ، کشمیر یونیورسٹی، سری نگر، ۱۹۷۸ء، ص ۹۹

(۷) غلام رسول مہر، مطالب بال جبریل، شیخ غلام علی اینڈ سنز، لاہور، ۱۹۹۷ء، ص ۲۳۷

(۸) پدم ناتھ گنجو، ڈاکٹر، کلیات آزاد، جموں اینڈ کشمیر اکیڈیمی آف آرٹ کلچر اینڈ لینگویجز، سری نگر، ۱۹۸۷ء، ص ۷۴

(۹) غلام رسول مہر، مطالب بال جبریل، شیخ غلام علی اینڈ سنز، لاہور، ۱۹۹۷ء، ص ۲۳۶

(۱۰) پدم ناتھ گنجو، ڈاکٹر، کلیات آزاد، جموں اینڈ کشمیر اکیڈیمی آف آرٹ کلچر اینڈ لینگویجز، سری نگر، ۱۹۸۷ء، ص ۷۵

(۱۱) نذیر آزاد، ڈاکٹر، کشمیر امکانات، ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، دہلی، ۲۰۱۱ء، ص ۴۱

(۱۲) ایضاً، ص ۴۳

(۱۳) پدم ناتھ گنجو، ڈاکٹر، کلیات آزاد، جموں اینڈ کشمیر اکیڈیمی آف آرٹ کلچر اینڈ لینگویجز، سری نگر، ۱۹۸۷ء، ص ۱۰۲

(۱۴) ایضاً، ص ۲۰۳

(۱۵) علامہ محمد اقبال، جاوید نامہ، اقبال اکادمی لاہور، پاکستان، ۱۹۸۲ء، ص ۶۹

(۱۶) رسول پومپر، عبدالاحد آزاد، مشمولہ ہمارا ادب، جموں و کشمیر کلچرل اکیڈمی سری نگر، ۱۹۷۶ء، ص ۴۱۷

(۱۷) علامہ محمد اقبال، پیام مشرق، لاہور، ۱۹۲۳ء، ص ۱۹۸

(۱۸) پدم ناتھ گنجو، ڈاکٹر، کـلیـات آزاد ، جموں اینڈ کشمیر اکیڈیمی آف آرٹ کلچر اینڈ لینگویجز، سری نگر، ۱۹۸۷ء، ص ۱۵۵

(۱۹) غلام رسول مہر، مطالب ضرب کلیم، شیخ غلام علی اینڈ سنز، لاہور، ۱۹۹۷ء، ص ۱۸۴۔

(۲۰) پدم ناتھ گنجو، ڈاکٹر، کـلیـات آزاد، جموں اینڈ کشمیر اکیڈیمی آف آرٹ کلچر اینڈ لینگویجز، سری نگر، ۱۹۸۷ء ص ۲۳۷

(۲۱) علامہ محمد اقبال، پیام مشرق، مشمولہ کلیات فارسی، شیخ غلام علی اینڈ سنز، لاہور، ۱۹۷۳ء، ص ۲۷۱۔

(۲۲) پدم ناتھ گنجو، ڈاکٹر، کـلیـات آزاد، جموں اینڈ کشمیر اکیڈیمی آف آرٹ کلچر اینڈ لینگویجز، سری نگر، ۱۹۸۷ء ص ۴۳